رسائل و مسائل

مختلف سوالات

شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک صاحب۔ ناظم شعبۂ استفسارات

سوالات: چند سوالات میرے ذہن میں اُمڈ آئے ہیں اور بڑی بے کلی ہوئی ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ قرآن و سنّت کی روشنی میں مدلل جواب مرحمت فرمائیں تاکہ میرے دل کو تسلی ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وسوسہ سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اور ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

۱ — ایک قاتل جو ایک مسلمان کو عمداً قتل کر دیتا ہے اور دنیاوی عدالت سے پھانسی کی سزا پا لیتا ہے۔ یہ تو دنیاوی سزا ہوئی۔ کیا آخرت میں بھی اس کو سزا دی جائے گی؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قاتل کی بخشش نہ ہوگی۔ کیا اُس کی نماز جنازہ جائز ہے؟

۲ — یہاں ایک سعودی ریڈیو کو سنتے ہوئے سوال پیدا ہوا — کہ ایک شخص جو رمضان شریف میں روزے رکھتا ہے لیکن مہینہ ختم ہونے سے قبل وہ انتقال کر جاتا ہے یعنی فوت ہو جاتا ہے تو کیا اس کی جانب سے کوئی اس کا بھائی یا قریبی رشتہ دار باقی کے روزے رکھے اور کس طرح اُس مرحوم کو بخشے؟ کیا مرحوم کے لیے قرآن شریف پڑھ کر بخش سکتے ہیں؟

۳ — ہم اپنے معاشرے میں اپنے آپ کو فخریہ طور پر سنی (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) اہل حدیث اور شیعہ حضرات نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہی سیدھے راستے پر ہے۔ لیکن کوئی اپنے آپ کو صرف مسلم کہلوانا پسند نہیں کرتا۔ حالانکہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلم یا مومن کہا ہے۔ سورہ آلِ عمران آیت نمبر ۱۸

اور آیت نمبر ۵۰۸ اور موجودہ حالات کو مدنظر رکھ کر قرآن و حدیث کا صحیح فیصلہ مرحمت فرمائیں۔
کیا ہم مسلم ہی اچھے لگتے ہیں یا پیوندی مسلم مجھے اُمید ہے کہ آپ مدلل جواب دیں گے۔

جواب :۔ یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ فرقہ واریت سے بالاتر رہ کر ایک مسلمان کی حیثیت سے زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ حنفی، شافعی وغیرہ فرقے نہیں ہیں علمی حلقے ہیں۔ انہیں "علمی حلقوں" کی سطح تک رکھنے میں تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے علی گڑھ کے فارغ التحصیل کا اپنے آپ کو "علیگ" لکھنا، "ندوہ" کے فارغ التحصیل کا اپنے آپ کو "ندوی" لکھنا قابل اعتراض نہیں ہے۔ اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کے علمی مدرسہ سے منسلک ہونے والا اپنے آپ کو حنفی کہہ سکتا ہے۔ لیکن اس سے آگے بڑھ کر تحزب اور تعصب میں مبتلا ہونا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اور "ھو سماکم المسلمین" (اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے) کے بھی منافی ہے۔ اس تمہید کے بعد آپ کے سوالوں کا جواب درج ذیل ہے۔

ا۔ ظالم قاتل دُنیاوی سزا کے ساتھ اُخروی سزا کا بھی مستحق ہے۔ لیکن اگر وہ خدا کی خشیت اور اُخروی سزا کے خوف کے تحت اپنے آپ کو خود رضا کارانہ طور پر قصاص کے لیے پیش کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ "قصاص" دُنیوی اور اُخروی دونوں سزاؤں کی جگہ لے لے۔ ہاں اگر قاتل میں احساسِ گناہ اور توبہ کا جذبہ پیدا ہی نہ ہو تو دُنیوی سزا اسے اُخروی سزا سے نہیں بچا سکتی۔

"قتل" "حقوق العباد" سے تعلق رکھتا ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے "خون" کے مقدمات کا فیصلہ کیا جائے گا۔

"اول ما یقضی بین الناس یوم القیامۃ فی الدماء (متفق علیہ)

(مشکوٰۃ کتاب القصاص)

البتہ قتل کی اُخروی سزا ابدی نہیں ہے بلکہ بالآخر ختم ہوگی اور قاتل بھی جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء" (سورۃ النساء۔ آیت نمبر ۴۸)

(بالیقین اللہ اپنے ساتھ شرک کرنے والے کی بخشش نہیں کرے گا۔ اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا)

سورۂ نساء آیت نمبر ۹۳ میں جو سزا بیان کی گئی ہے "کہ جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا اور اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اُس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اللہ اس پر لعنت کرے گا اور اس نے ان کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے" کا مطلب یہ ہے کہ سزا اتنی لمبی ہوگی کہ اسے ہمیشہ کے عذاب سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی قاتل ایسا ہو کہ اس کی نیکیاں ہوں تو وہ مقتول کو دے دی جائیں گی اور پھر اس کے پاس نیکیاں نہ بچیں تو اس کی خطائیں اس کے پلڑے ڈال دی جائیں گی اور پھر اُسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ یہ مضمون نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مفلس کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرمایا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ظالم کو اس کے ظلم کی سزا بھی دے گا اور اس کی نیکیوں کا بدلہ بھی۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرًا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرًا یرہ"۔

قاتل کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی، البتہ ممتاز شخصیات نمازِ جنازہ میں شرکت نہ کریں۔

۲ — ایک شخص رمضان میں فوت ہوگیا اور بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکا تو اس کی طرف سے روزوں کی قضا نہیں ہے۔ اور فدیہ بھی نہیں ہے کیوں کہ اس پر روزے فرض ہی نہیں ہوتے تھے۔

۳ — قرآنِ پاک پڑھ کر اس کا ثواب پہنچانا جائز ہے البتہ مروجہ رسمی اور نمائشی طریقے سے ختم قرآن کرانا اور پڑھنے والوں کو اُجرت دینا ایسی چیزیں ہیں جن کی اصلاح ہونی چاہیے۔